رسائل و مسائل

دار الکفر میں حدود پر عمل کا مسئلہ

جنگ (لندن) کے ایڈیشن (۱۹ اپریل ۹۷) میں ایک مضمون "برطانیہ میں سود کا لین دین اور حرام تجارت کا مسئلہ" شائع ہوا ہے جس کی فوٹو کاپی بھی آپ کو ارسال کر رہا ہوں۔ مضمون کا لب لباب یہ ہے کہ دارالحرب میں مسلمان پر کوئی "حد" نہیں اور اس کے لیے شراب' لاٹری' سور کے گوشت کی خرید و فروخت جائز ہے۔ اس مسئلے پر اگر آپ تفصیلی روشنی ڈال سکیں تو بہت شکرگزار ہوں گا۔ اگر دارالحرب میں مسلمان پر کوئی "حد" نہیں تو شراب پینا' زنا کرنا' چوری کرنا اور قتل کرنا کس قرآنی حکم یا حدیث کی رو سے ناجائز ہیں؟ میں انتہائی ذہنی بے سکونی کا شکار ہوں کیونکہ میں آج تک ذاتی طور پر اسے حرام سمجھتا رہا ہوں اور ایسے تمام لوگوں سے کنارہ کش رہنے کی کوشش کی ہے' جو ایسی تجارت کرتے ہیں خاص طور پر اس بات سے اجتناب کیا ہے کہ ان کے گھر سے کھانا کھاؤں۔ اگر واقعی اسلام کی رو سے حقیقی طور پر ایسا نہیں ہے تو میں بڑا طویل عرصہ شدید غلطی پر رہا ہوں۔ اس پریشان کن مسئلے میں میری رہنمائی فرمائیں۔

گرامی نامہ مذکورہ فوٹوکاپی کے ساتھ ملا۔ بقول مضمون نگار' "برطانیہ میں سودی لین دین اور اسی نوع کے دوسرے حرام کام شرعاً جائز ہیں"۔ مضمون نگار نے اس کے لیے بعض فقہی کتب کے حوالے بھی پیش کیے ہیں جو دراصل غلط فہمی پر مبنی ہیں۔ فقہا نے دارالحرب یا دارالکفر اور دارالاسلام کا جو فرق بیان کیا ہے اس پر وہ شخص جو معمولی سمجھ بھی رکھتا ہو اچھی طرح سمجھ سکتا ہے کہ یہ دو حکومتوں کا معاملہ ہے۔ یعنی ہر حکومت اپنے دائرہ اختیار میں کام کرے گی۔ دارالاسلام کی حکومت اپنے دائرہ اختیار میں اسلام نافذ کرنے کی ذمے دار ہے جس طرح دارالکفر یا دارالحرب کی حکومت اپنے زیر اقتدار علاقوں میں اپنی مرضی کا قانون جاری کرے گی۔ دارالاسلام کی حکومت' دارالحرب میں مقیم مسلمانوں کے تجارتی معاملات کی' سودی ہوں یا غیرسودی' صحیح ہوں یا فاسد و باطل' ذمے دار نہ ہوگی جس طرح وہ ان کی نمازوں' روزوں اور دیگر عبادت کی ذمے دار نہیں ہے۔ اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھی مسلمانوں پر دارالحرب میں کوئی پابندیاں عائد نہیں ہیں۔ دارالحرب کا مسلمان پورے کے پورے اسلام کا پابند ہے جس طرح کہ دارالاسلام کا مسلمان' اور اسی لیے حکم ہے کہ اگر ایک مسلمان دارالحرب میں اسلام پر عمل نہیں کر سکتا تو وہ دارالاسلام کی طرف ہجرت کرے۔ اسلامی احکام کے پابند ہونے کی بنیاد تو کلمہ طیبہ ہے۔ جب ایک انسان اس کلمے کا اقرار

کر لیتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے تمام احکام کو قبول کر لیتا ہے۔ مسلمانوں کا ایک عام بچہ بھی جانتا ہے کہ ایمان اللہ تعالیٰ کے تمام احکام کو قبول کرنے کا نام ہے، ایمان مجمل اور ایمان مفصل ہر بچے کو یاد ہوتا ہے۔

مسلمان کا کام یہ ہے کہ خود اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل کرے اور حکومت الٰہیہ قائم کرنے کے لیے جدوجہد کرے۔ اسلام اور مسلمان تو کفر کے اقتدار کو تسلیم ہی نہیں کرتا، وہ دارالحرب یا دارالکفر کے لیے اسلام کو کیسے چھوڑ سکتا ہے۔ یہ تو ممکن ہے کہ وہ دارالکفر اور دارالحرب کو چھوڑ دے لیکن اگر وہ شعوری مسلمان ہے تو پھر اس کے لیے یہ ممکن نہیں ہے کہ وہ اسلام پر عمل کرنے کو چھوڑ دے اور دارالکفر کو اسلام پر ترجیح دے۔ یہ نظریہ تو حکومت الٰہیہ اور اسلامی اقتدار کے نظریے سے متصادم ہے اور یہ وہی لوگ پیش کرتے ہیں جن کے نزدیک اسلامی اقتدار یا حکومتِ الٰہیہ قائم کرنا ایک دینی اور اسلامی فریضہ نہیں ہے۔ اس کی بجائے وہ مسلم قومیت کی حکومت کو کافی سمجھتے ہیں۔ اسی لیے یہ لوگ جہاد کے بھی قائل نہیں ہیں۔ ان لوگوں کی حالت پر انتہائی افسوس ہے کہ یہ مسلمانوں کے لیے دارالحرب میں اسلام کو ضروری نہیں سمجھتے درآں حالیکہ قرآن و سنت، کفار کے لیے بھی اسلام کو ضروری سمجھتا ہے۔ اسلام کی رو سے کفار جہاں اس بات کے مکلف ہیں کہ وہ اسلام لائیں وہیں اس بات کے بھی پابند ہیں کہ وہ شریعت پر عمل کریں۔ ان کی عبادات تو بغیر ایمان کے معتبر نہیں لیکن اگر وہ شریعت کے باقی شعبوں، معاشیات، عقوبات، سیاسیات، معاشرت وغیرہ پر عمل کریں تو ان کے یہ اعمال معتبر ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّکُمُ اے دنیا بھر کے انسانو، اپنے رب کی اطاعت کرو۔ اصول فقہ کی کتب میں باقاعدہ یہ ضابطہ لکھا ہوا ہے کہ کفار مخاطب "بالفروع" ہیں۔ فروع شریعت سے مراد عبادات، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور دیگر تمام احکام شرعیہ ہیں۔ کفار سے قیامت کے روز اس بات کا الگ حساب ہو گا کہ وہ ایمان کیوں نہیں لائے اور اس بات پر الگ سے باز پرس ہو گی کہ انھوں نے اللہ تعالیٰ کے احکام و قوانین پر کیوں عمل نہ کیا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ قیامت کے روز جب کافروں سے سوال ہو گا کہ انھیں دوزخ میں کون سی چیز لے گئی تو وہ جواب میں کہیں گے: قَالُوْا لَمْ نَکُ مِنَ الْمُصَلِّیْنَ - وَلَمْ نَکُ نُطْعِمُ الْمِسْکِیْنَ - وَکُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَآئِضِیْنَ وَکُنَّا نُکَذِّبُ بِیَوْمِ الدِّیْنِ - حَتّٰیٓ اَتٰنَا الْیَقِیْنُ -(المدثر ۷۴: ۴۳-۴۷) "وہ کہیں گے: ہم نماز پڑھنے والوں میں سے نہ تھے، اور مسکین کو کھانا نہیں کھلاتے تھے، اور حق کے خلاف باتیں بنانے والوں کے ساتھ مل کر ہم بھی باتیں بنانے لگتے تھے، اور روز جزا کو جھوٹ قرار دیتے تھے، یہاں تک کہ ہمیں اس یقینی چیز سے سابقہ پیش آگیا"۔ اسی اصول کی رو سے کفار دوہرے مجرم ہیں۔ کفر کا ارتکاب کرنے کے اور اللہ تعالیٰ کے قانون کو چھوڑ کر خواہشات نفس کی پیروی کرنے کے۔

تعجب ہے مضمون نگار اور اسی قسم کے لوگوں پر کہ وہ کفار کو اسلام چھوڑنے، سود، جوا، زنا، فحاشی، عریانی اور حدود اللہ کو توڑنے پر ملامت کرنے کے بجائے مسلمانوں کو ملامت کر رہے ہیں کہ وہ دارالحرب میں اسلام

پر عمل پیرا ہونے پر کیوں اصرار کرتے ہیں۔ ان حضرات کے نظریے کو مانا جائے تو پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر کفار شریعت کے پابند نہیں ہیں تو ان کے خلاف جہاد کیوں کیا جاتا ہے۔ کیا جہاد انھیں بزور مسلمان کرنے کے لیے کیا جاتا ہے؟ جواب نفی میں ہے۔ تاریخ بھی گواہ ہے کہ مسلمانوں نے کبھی بھی کفار کو بزور کلمہ نہیں پڑھایا اور انھیں تلواروں کے زور سے مسلمان نہیں کیا تو پھر جہاد کس لیے ہے؟ جواب یہ ہے کہ جہاد کافرانہ نظام کو ختم کر کے اسلامی نظام اور کفار کی حکومت ختم کر کے اسلام کی حکومت قائم کرنے کے لیے کیا جاتا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ کفار کو کافر رہنے کا حق ہے لیکن انھیں کافرانہ نظام کو قائم رکھنے کا حق حاصل نہیں ہے۔ جب کافرانہ نظام کے لیے اقتدار جائز نہیں تو اس نظام کے علم برداروں کے لیے بھی اقتدار جائز نہیں ہو گا۔ پس اقتدار اسلام اور اسلامی نظام کے لیے اور اس کے علم بردار اہل ایمان اور اہل اسلام کے لیے ہے۔ اب سود کے مسئلہ کو لیجیے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے موقع پر اور پھر حجتہ الوداع کے موقع پر اعلان کیا تھا کہ ربا الجاھلیۃ موضوع تحت قدمی و اول ربا ضعها ربا العباس "جاہلیت کا سود میرے قدموں کے نیچے ہے اور سب سے پہلے جس سود کو میں ختم کرتا ہوں وہ عباس کا سود ہے"۔ یہ وہ سود تھا جو سود کا حکم نازل ہونے سے پہلے جاہلیت میں لیا گیا تھا لیکن اس کی وصولی نہ ہوئی تھی۔ سود کی حرمت نازل ہونے کے بعد تمام سودی کاروبار یکسر ختم ہو گیا اور کسی مسلمان نے کوئی سودی کاروبار نہیں کیا اور پہلے کا جو سودی کاروبار تھا اس کے بارے میں قرآن پاک کا یہ حکم آگیا: "ایمان والو' اللہ کی نافرمانی سے بچو اور چھوڑ دو باقی ماندہ سود کو اگر تم ایمان لانے والے ہو"۔ (البقرہ ۲:۲۷۸) پھر فرمایا "اگر تم باز نہ آئے تو اللہ اور اس کے رسولؐ کی طرف سے اعلان جنگ کرو۔ اور اگر تم توبہ کرلو تو تمھارے لیے تمھارا اصل سرمایہ ہے۔ نہ تم ظلم کرو نہ تم پر ظلم کیا جائے"۔ (البقرہ ۲:۲۷۹) ان آیات سے جاہلیت میں طے کیے گئے سودی منافع جو دراصل دارالحرب والوں کے ساتھ کیے گئے سودی منافع تھے' حرام قرار دے دیے گئے اور ان کا لین دین ممنوع کر دیا گیا اور عملاً بھی ایسا ہی ہوا۔ کوئی ایک بھی ایسا نہ تھا جس نے اس آیت کے بعد سودی منافع لیا ہو۔ اس کے بعد کسی کے لیے اس بات کی کیا گنجایش رہ جاتی ہے کہ وہ دارالحرب میں کفار کے ساتھ مسلمانوں کے لیے سودی لین دین کو جائز قرار دے۔ ان آیات میں اسی دارالحرب کے سود کو حرام قرار دیا گیا ہے اور مسلمانوں کے لیے کفار کے ساتھ طے کیے گئے سودی منافع لینے کو حرام قرار دیا گیا ہے۔ گویا دارالحرب کے کفار کے ساتھ مسلمانوں کا سودی لین دین ان نصوص کی رو سے حرام ہے۔ اس کے بعد جو بھی برطانیہ کے مسلمانوں کے لیے سودی لین دین کو جائز قرار دے' وہ ان آیات صریحہ' قطعیہ کی مخالفت کرے گا اور نص کے خلاف اپنی رائے کو اپنا دستورالعمل بنائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں شریعت کو سمجھنے اور اسے اپنانے کی توفیق سے نوازے۔ آمین (عبدالمالک)